امام احمد رضا اور
علمائے بلوچستان
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ لاہور

پروفیسر ڈاکٹر مجیب اللہ قادری

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ
لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر

نام : امام احمد رضا اور علماء بلوچستان
تحریر : پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
تعداد : گیارہ سو
سن اشاعت : ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
صفحات : ۶۴
پروف ریڈنگ : اقبال احمد اختر القادری
سید زاہد اللہ قادری
ناشر : بزم عاشقان مصطفےٰ لاہور
بتعاون : ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
کمپوزنگ : لیزر نیٹ' اردو بازار کراچی
ہدیہ : دعائے خیر برائے ناشر و معاونین

(نوٹ : بیرون جات کے احباب مبلغ دس روپیہ کا ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے حاصل کریں۔)

ملنے کا پتہ

بزم عاشقان مصطفےٰ

مکان نمبر ۲۵' گلی نمبر ۳۲' فلیمنگ روڈ' لاہور۔ ۵۴۰۰۰

تقدیم

☆

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان کراچی کے جنرل سیکرٹری اور معارف رضا،، کے مدیر ہیں، آپ نے ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سابق ایڈیشنل سیکرٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ کی زیر نگرانی کنزالایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ،، کے عنوان سے مقالہ لکھ کر کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے آپ کو اس کارنامے پر امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ (گولڈ میڈل) پیش کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے اس مختصر سے تعارف سے یہ بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ علمی و تحقیقی میدان کے شہسوار ہیں۔ وہ کام، کام اور کام پر دل و جان سے فدا، شیدا اور عاشق ہیں۔ وہ ایسے متعدد مقالات ضبط تحریر میں لا چکے ہیں جو مختلف علاقوں کے بسنے والے ان علماء اور مشائخ پر روشنی ڈالتے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی سے مختلف معاملات اور موجودہ صدی کے مسائل پر استفادہ کرتے رہے ہیں۔

اسی علمی و تحقیقی سلسلے میں ,,امام احمد رضا اور علماء بلوچستان،، پر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا علمی اور تحقیقی کام نہ صرف قابل توصیف ہے بلکہ قابل تقلید بھی۔

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو
این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

انہوں نے نہات لگن، جاں کاہی، بردباری اور لگاتار محنت و مشقت سے بلوچستا
سے متعلق اپنی تحقیق کو صفحہ قرطاس پر مرتسم کیا ہے وہ یقیناً مبارک باد کے حقدا
ہیں ایک بار نہیں صدہا مبارکباد....

دعا ہے کہ باری تعالیٰ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے گہربار قلم کو زندہ، تابندہ او
درخشندہ رکھے اور علمی و تحقیقی دنیا ان کے توانا تحقیقی کارناموں سے جگمگ جگمگ
کرتی رہے۔

خاور کے الفاظ ہیں۔

تمنا ہے اگر منزل کی تجھ کو
ہمیشہ خوبتر کی جستجو کر
جو ہو جائے جہد مسلسل سے واقف
وہی زندگی ہے فقط جاودانہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر
سیرت اکادمی بلوچستان
۲۷۲ اے۔ اوبلاک ۱۱۱
سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
۲۲ دسمبر ۱۹۹۸ء / ۲ رمضان ۱۴۱۹ھ

(۵)

مکتوب بنام ڈاکٹر مجید اللہ قادری

از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور

۲۳ر اگست ۹۷ء

حضرت قبلہ ڈاکٹر مجید اللہ صاحب زید لطفہ،

السلام علیکم! امام احمد رضا کانفرنس کا مجلّہ اور معارف رضا دونوں مرقعات رضویت ملے۔ ماشاء اللہ آپ حضرات نے اس سال بھی انہی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے بلند پایہ مضامین زیور طباعت سے آراستہ فرمائے۔ اگرچہ میں اپنے تاثرات سید وجاہت رسول صاحب قادری مدظلہ العالی کے ایک خط میں پیش کر چکا ہوں مگر معارف رضا میں آپ نے بلوچستان کے علماء کرام سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روابط کے متعلق جو مضمون شریک اشاعت فرمایا ہے اس کے لئے آپ کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ آپ نے بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے اعلیٰ حضرت کے روابط کو تلاش کیا۔ ان پر تحقیق کی۔ پھر بعض مقامات پر خود جا کر حالات معلوم کئے اس مصروفیت کے دور میں آپ کا سفر اور محنت قابل داد ہے۔ خصوصاً" آپ نے مولانا قادر بخش کے علمی تعلقات پر جس محنت سے کام کیا ہے وہ آپ کی تحقیق اور جستجو کا بڑا عمدہ کام ہے۔

آپ نے پچھلے چند سالوں میں علمائے سندھ، علمائے بہاولپور، علمائے کراچی، علمائے پنجاب پر ایسے ہی تحقیقی مضامین لکھ کر اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے علوم و فنون کے تشنگان کا جس انداز میں تعارف کرایا ہے وہ

بہت سے کام کرنے والے اسکالرز کی راہنمائی کا ذریعہ بنے گا۔ آپ پنجاب کے علمائے کرام کے رابطہ پر بھی کام کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں جناب سید صابر حسین شاہ بخاری بھی کام کر رہے ہیں۔ اپنا اپنا انداز ہے' اپنا اپنا ذوق ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بہت دے اور یہ شاندار کام مکمل ہو کر لوگوں کے سامنے آئے۔ میں گزارش کروں گا کہ پنجاب کے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ پنجاب کے ان اضلاع کو نظرانداز نہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں پنجاب کا حصہ تھے **مثلاً** " امرتسر' فیروز پور' اور لدھیانہ کے علمائے کرام پنجاب کے علمائے کرام ہیں۔ ان حضرات کو بھی شریک فرمائیں۔ امرتسر سے "**الفقیہہ**" نے اعلیٰ حضرت کے روابط کو پھیلانے میں بڑا کام کیا تھا۔ لدھیانہ کے بعض علماء کرام اور فیروز پور کے علمائے کرام کے اعلیٰ حضرت سے رابطے رہے۔ آج نہیں تو کل آپ کی تحریریں تلاش کی جائیں گی اور اعلیٰ حضرت پر مزید کام کرنے والے جب آئیں گے تو ڈاکٹر مجید اللہ کی اتھارٹی کو تسلیم کیا جائے گا۔ آپ نے اپنے رفقائے کار علامہ شمس بریلوی اور صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری پر بھی بڑی پر مغز معلومات دی ہیں یہ بھی ایک اچھا انداز ہے۔ کام کرنے والوں کا تعارف آنا چاہئے اور اس میں خوشامد اور تعلق کے اشاروں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اگرچہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب پر بعض حضرات نے بہت کچھ لکھا ہے اور چھپا ہے مگر ایسی شخصیت پر جس قدر لکھا جائے کم ہے اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرنا کوئی خلاف حقیقت بات نہیں ہے۔ مجھے اس خط میں صرف آپ کے مضمون "امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان" پر ہدیہ تبریک پیش کرنا تھا مگر بعض باتوں کو زیب تبریک بنا کر لے آیا۔

اقبال احمد فاروقی' لاہور

امام احمد رضا اور علماء بلوچستان

امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی (پ ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء۔ م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی (پ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء۔ م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) ابن مولانا مفتی محمد رضا علی خان بریلوی (پ ۱۲۲۴ھ / ۱۸۱۰ء۔ م ۱۲۷۲ھ جو / ۱۸۶۵ء) کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہجرت کر کے لاہور کے راستے غالباً بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں روہیلکھنڈ بریلی تشریف لائے۔ (۱) امام احمد رضا کے جد امجد مولانا مفتی رضا علی خان الافغانی نے بریلی شہر میں ۱۲۴۶ھ میں اس خاندان میں دارالافتاء کی بنیاد رکھی۔ (۲) مفتی رضا علی خان بریلوی کے وصال کے بعد ان کے لائق وفائق فرزند خاتم المحققین' امام المدققین' حامی السنتہ' ماحی بدعۃ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نقی علی خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس "مسند افتاء" کو رونق بخشی اور آپ ہی کی زندگی میں امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس "مسند افتاء" کی اہم ذمہ داری صرف ۱۴ سال کی عمر میں سنبھال لی۔ آپ خود اس سلسلے میں اپنے وصایا شریف میں

فرماتے ہیں۔

"میرے دادا صاحب (عارف باللہ سیدنا المولوی رضا علی خان) علیہ الرحمہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد (سیدی و والدی و ولی نعمتی المولوی محمد نقی علی خان) قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ برس کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا۔ پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ لے لی۔ غرض کہ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر نہ آنے دیا۔" (۳)

امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنے خاندان میں قائم دار الافتاء کی مسلسل ۵۵ برس (۱۲۸۶ھ تا ۱۳۴۰ھ) خدمت انجام دی۔ امام احمد رضا کی حیات میں آپ کے سب سے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد رضا خان بریلوی (م۔۱۹۳۹ء) (۴) بھی فتویٰ نویسی فرماتے رہے۔ ساتھ ہی امام احمد رضا کے صاحبزادگان خلف اکبر حضرت مولانا مفتی حجتہ الاسلام مولوی محمد حامد رضا خان قادری برکاتی بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) (۵) اور خلف اصغر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) (۶) بھی اپنی تمام عمر اسی دار الافتاء کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آج جبکہ اس مسند افتاء کو قائم ہوئے ۱۹۲ برس ہو چکے ہیں، اس خانوادے کی خدمت افتاء فی سبیل اللہ جاری ہے۔ ان دنوں بریلی شریف کے مرکزی دار الافتاء میں مولانا مفتی محمد اختر رضا خان قادری بریلوی الازہری ابن مولانا مفتی ابراہم رضا خان قادری بریلوی (م ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ابن مولانا مفتی حامد رضا خان بریلوی اور مولانا مفتی سبحان رضا خان قادری بریلوی ابن مولانا مفتی محمد ریحان رضا خان قادری بریلوی (۷) (م ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۵ء) ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خان قادری فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مولانا ریحان رضا خان کے انتقال کے بعد ان کے خلف اکبر مولانا سبحان رضا خان

نے یہ مسند سنبھالی ہے احقر کے مطالعے کے مطابق برصغیر پاک وہند کے چند علمی خانوادوں میں سے امام احمد رضا کا خانوادہ ایک ایسا خانوادہ ہے جو ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عرصے سے فتویٰ نویسی کی مسلسل خدمت انجام دے رہا ہے یہ ایک بڑا اعزاز ہے جو اس خانوادے کو حاصل رہا ہے۔

امام احمد رضا جب اس مسند افتاء پر رونق افروز تھے اس وقت تمام اکناف عالم سے سوالات اور استفتاء آپ کے دار الافتاء پہنچتے تھے۔ بریلی شریف کی سرزمین سے عالم اسلام کا "مجدد اعظم" تمام علوم وفنون کی روشنی دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے تک پہنچا رہا تھا اگرچہ آپ کے ہم عصروں میں بہت سارے مفتیان عرب وعجم بھی یہ خدمات انجام دے رہے تھے مگر جو مرکزیت پورے عالم اسلام میں آپ کو حاصل تھی وہ آپ کی حیات تک کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی۔ آپ اپنے دور کے بڑے بڑے علماء ومشائخ اور مفتیان کے مرجع تھے۔ اسی لئے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا "مجدد" تسلیم کیا گیا۔(۸)

راقم السطور اس مقالے سے قبل کئی مقالات مختلف علاقوں سے نسبت رکھنے والے علماء ومشائخ کے اعلیٰ حضرت سے رابطہ وتعلق کے حوالے سے قلم بند کر چکا ہے جنہوں نے مختلف معاملات اور جدید مسائل میں امام احمد رضا خان بریلوی کی طرف رجوع کیا مثلاً۔

(۱) امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف سکھر مطبوعہ ۱۹۹۴ء

(۲) امام احمد رضا اور علمائے کراچی مطبوعہ ۱۹۹۴ء

(۳) امام احمد رضا اور علمائے سندھ مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۴) امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور مطبوعہ ۱۹۹۵ء

(۵) امام احمد رضا اور علمائے لاہور مطبوعہ ۱۹۹۶ء

الحمد اللہ اس طرح کے مزید مقالات ابھی زیر تالیف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)... امام احمد رضا اور علمائے سرحد (ہزارہ' پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان' اٹک)

(۲)... امام احمد رضا اور علمائے بالائی پنجاب (پاکستان) (راولپنڈی' گوجر خان' گولڑہ)

(۳)... امام احمد رضا اور علمائے مشرقی پنجاب (پاکستان) (گجرات' گوجرانوالہ' سیالکوٹ)

(۴)... امام احمد رضا اور علمائے مغربی پنجاب (پاکستان) (ڈیرہ غازی خان' تونسہ شریف)

(۵)... امام احمد رضا اور علمائے وسطی پنجاب (پاکستان) (سرگودھا' جہلم' بھیرہ' ملتان)

(٦)... امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش وغیرہ وغیرہ۔

اس مقالے میں صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے مستفتیان کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ صوبہ بلوچستان رقبہ کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ اور آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے یہ علاقہ زیادہ تر پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے' اس کے مشرقی حصے میں کوہ سلیمانیہ اور کوہ کیر تھر کے پہاڑی سلسلے ہیں جبکہ اس کا مغربی حصہ کوہ چاغی' کوہ خاران و مکران پر مشتمل ہے۔ زیر نظر مقالہ کی ترتیب کے مطابق صوبہ بلوچستان کے جن علاقوں سے علماء و مشائخ نے بریلی شریف' مختلف مسائل میں رجوع کیا ان بستیوں کا تعلق کوہ سلیمانیہ اور کوہ کیر تھر کے علاقوں سے ہے اور اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱)... مولانا مولوی قاضی قادر بخش بغلانی چوہڑ کوٹ بارکھان (۹)

(۲)... مولانا مستری احمد الدین فورٹ سنڈیمن

(۳)... مولوی عبدالرشید خضدار

راقم نے ان تمام مستفتیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور صرف بارکھان سے تعلق رکھنے والے مفتی مولوی قاضی قادر بخش صاحب

کے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں بقیہ دو حضرات کا تذکرہ حاصل نہ ہو سکا۔ کئی سال سے راقم کو بلوچستان کے ان علماء سے متعلق جستجو تھی جن کے قلمی روابط امام احمد رضا سے قائم تھے۔ متعدد اہل قلم سے ان افراد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی بالآخر میرے ایک کرم فرما دوست محبی عزیزی پروفیسر محمد بخش قمر صاحب (۱۰) نے میرے ساتھ تعاون فرمایا اور کوئٹہ میں رہتے ہوئے بارکھان کی بستی کے ایک معزز شخصیت جناب استاد حاجی کریم داد صاحب (۱۱) سے خط کے ذریعہ رابطہ قائم کروایا جن کا پہلا تفصیلی خط احقر کو ۲۱ ستمبر ۱۹۹۶ء کو موصول ہوا جو ۵ صفحات پر مشتمل تھا جس میں مولوی قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ کے حالات تفصیل سے لکھے جو انہوں نے بارکھان میں موجود اس خاندان کے افراد سے حاصل کئے ہیں۔ حاجی کریم داد صاحب مدظلہ العالی نے احقر کا رابطہ مولوی قادر بخش کے بھتیجے مولوی اللہ یار چشتی (۱۲) سے کروادیا اور ان کا پہلا خط راقم کو ستمبر ۱۹۹۶ء کے آخر میں موصول ہوا اس طرح دو واسطوں کے بعد احقر کے تعلقات براہ راست مولوی قاضی قادر بخش کے خاندان سے قائم ہو گئے۔ جلد ہی مولوی اللہ یار صاحب زید مجدہ کی بار بار دعوت کے اسرار پر بارکھان کا دسمبر ۱۹۹۶ء میں دورہ بھی کیا اس دورہ میں احقر کے ساتھ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے مرکزی آفس سیکرٹری اور نوجوان محقق عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری سلمہ بھی تھے۔

راقم السطور نے اس مطالعاتی دورہ میں بارکھان میں آباد قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ کے خاندان کے کئی لوگوں سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا اور مفید معلومات حاصل کیں۔ قاضی قادر بخش کی اگرچہ کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے تمام تر معلومات ان کے ایک حقیقی بھائی مولوی کریم بخش جو ابھی ماشاء اللہ حیات ہیں، کافی ضعیف ہیں لگ بھگ ۸۸ سال کی عمر شریف ہے اور دوسرے ان کے بھتیجے مولوی اللہ یار چشتی ابن مولوی احمد یار (م ۱۹۹۲ء) سے حاصل کیں۔ اس خاندان اور خانوادے کی تمام معلومات زبانی اور سینہ بہ سینہ روایات پر مشتمل ہیں

کیونکہ اس خاندان کے اسلاف کا کوئی قلمی تذکرہ موجود نہیں ہے اگرچہ ان کے کتب خانے میں آج بھی سینکڑوں کتابیں محفوظ ہیں لیکن خود خاندان کے حالات کسی نے قلم بند نہیں فرمائے مگر بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

(حدائق بخشش)

مولانا قاضی قادر بخش بغلانی

قاضی قادر بخش ابن مولوی قاضی محمد یار بروز پیر شوال المعظم کے مہینے میں ۱۲۸۶ھ میں تحصیل تونسہ شریف کی ایک بستی بغلانی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور خاندان رند بلوچ تھا۔ آپ نے ابتدائی دینی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی کچھ عرصہ تونسہ شریف میں بھی زیر تعلیم رہے بعد میں مزید تعلیم کے لئے ہند کا رخ کیا اور لکھنؤ کے ایک مدرسے میں ۱۳ سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے اس کے علاوہ اور بھی کئی شہروں میں حصول علم کے لئے تشریف لے گئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر واپس چوہڑ کوٹ بارکھان تشریف لائے اور یہاں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا مگر باقاعدہ کوئی دینی مدرسہ یا دارلعلوم قائم نہیں کیا البتہ قرآن و حدیث کا درس اپنی خانقاہ اور مسجد میں دیتے رہے۔ عربی' فارسی اور اردو زبان پر بھی مکمل دسترس حاصل کی آپ کی تحریر عموماً" فارسی زبان میں ہوتی تھی۔

آپ کی شادی خانہ آبادی دیر سے جمادی الاخر ۱۳۲۹ھ میں مائی غلام جنت سے ہوئی آپ کی کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی اور زوجہ کا انتقال آپ کے وصال سے چند ماہ قبل ۱۳۴۰ھ میں ہوا جبکہ آپ کا وصال مبارک ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔

آپ کا مزار مبارک لب سڑک چوہڑکوٹ کے قبرستان میں ہے جہاں ہر سال عرس بھی منایا جاتا ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر صرف ایک چادر پڑی ہے' نہ کوئی کتبہ ہے اور نہ ہی کوئی گنبد۔ فقیر کے استفسار پر مولوی اللہ یار چشتی نے بتایا کہ ہم نے کئی دفع گنبد وغیرہ بنانے کی کوشش کی مگر ہر دفعہ چچا صاحب نے خواب میں آکر منع فرمادیا ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ خود ان کے والد ماجد مولوی احمد یار پر بھی کوئی گنبد اور کتبہ اس لئے نہیں ہے کہ یہ حضرت اپنے فقیرانہ مزاج کی بناء پر پسند نہیں فرماتے۔

قاضی قادر بخش بغلانی کا سلسلہ بیعت تونسہ شریف کے سلسلے سلیمانیہ کے بزرگ حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۰ھ ر ۱۹۳۱ء ابن صاجزادہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۳ھ ر ۱۹۰۶) ابن حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ (۱۳) (م ۱۳۱۹ھ ر ۱۹۰۱ء) سے تھا۔ آپ کو خلافت واجازت بھی حاصل تھی مگر زندگی میں کسی کو بیعت نہ فرمایا۔

خاندان اور شجرہ نسب

مولوی کریم بخش مدظلہ العالی نے اپنے خاندان اور اسلاف کا شجرہ نسب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے خاندان کے مورث اعلیٰ مولوی قاضی علی محمد علیہ الرحمہ تھے آپ بغلانی بستی کے معروف عالم دین اور فاضل تھے۔ ہمارے خاندان میں آپ کو سب سے پہلے علاقہ کا قاضی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پانچ پشت تک یہ سلسلہ خاندان میں قائم رہا اور مولوی قاضی قادر بخش کے بعد اس خاندان میں کوئی عالم پیدا نہ ہوا۔ ہمارے خاندان میں قاضی قادر بخش نے بہت شہرت حاصل کی لیکن آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔

خاندانی شجرہ

قاضی علی محمد
↓
قاضی اللہ یار
↓
قاضی احمد یار
↓
قاضی محمد یار

احمد یار	اللہ بخش	قاضی قادر بخش	خدا بخش	کریم بخش
		(لاولد)	(لاولد)	

خاندانی حالات

مولوی قاضی بخش بغلانی کا خاندانی تیرہویں صدر ہجری کے نصف تک پنجاب کے علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کی تحصیل تونسہ شریف کی ایک بستی بغلان میں آباد تھا۔ قاضی قادر بخش کے والد ماجد مولوی قاضی محمد یار (المتوفی ۷ اصفر المظفر ۱۳۲۳) بغلانی سے نقل مکان کر کے تحصیل بارکھان کی بستی چوہڑکوٹ میں آکر آباد ہوگئے اور قاضی محمد یار صاحب مقامی مسجد میں امامت فرمانے لگے۔

مولوی کریم بخش مد ظلہ العالی نے اپنے خاندان کی بغلانی سے چوہڑکوٹ بارکھان بلوچستان نقل مکانی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

جب ہمارا خاندان بغلان کی بستی میں آباد تھا تو والد صاحب (مولوی محمد یار) کے خاندان میں ایک وٹہ کے رشتے کے سلسلے میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ والد صاحب از روئے شریعت وٹہ کے رشتہ (جس میں ایک گھر سے لڑکی اس شرط پر لی جاتی ہے کہ اس گھر کو اپنی لڑکی دی بھی جائے) کو ضروری نہیں سمجھتے تھے اور اگر شرطیہ ایسا کیا جائے تو اس کا ناجائز تصور کرتے تھے اتفاق سے خاندان میں ایسے ایک رشتہ کا سلسلہ شروع ہوا اور رشتہ داروں نے وٹہ کے بغیر رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور یہ

مسئلہ ایک تنازعہ بن گیا والد صاحب اسی تنازعہ کے باعث ناراض ہو کر نقل مکانی کرتے ہوئے چوہڑکوٹ تشریف لے آئے اور پھر مستقل یہیں آباد ہو گئے۔ اب یہ خاندان چوہڑکوٹ کے بجائے بارکھان میں آباد ہے۔ مولوی محمد یار علیہ الرحمہ کا ۱۳۲۰ھ میں چوہڑکوٹ میں انتقال ہوا مگر آپ کا مزار آبائی قبرستان بغلانی میں مرجع آج بھی خلائق ہے اور ہر سال عرس بھی کیا جاتا ہے اور مزار پر باقاعدہ لنگر کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

مولوی کریم بخش صاحب نے مزید فرمایا:

ہمارے دادا مولوی قاضی حافظ احمد یار حافظ قرآن اور عالم و فاضل تھے اور تونسہ شریف کے بزرگوں سے بیعت تھے دادا جان کا وصال ۱۷ اصفر المظفر ۱۳۲۵ھ میں ہوا تھا آپ کا مزار بھی بغلانی کے آبائی قبرستان میں ہے آپ ہی کے نام پر والد صاحب نے مجھ سے بڑے بھائی کا نام مولوی احمد یار رکھا تھا جب کہ مولوی احمد یار نے اپنے بیٹے کا نام محمد یار اور دوسرے بیٹے کا نام اپنے پردادا قاضی اللہ یار کے نام پر مولوی اللہ یار رکھا تھا۔ ہمارے بقیہ بھائیوں کے نام کے ساتھ بخش لگا ہے اپنے تمام بھائیوں کی تفصیل اور مختصر حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ۱۰ بھائی بہن تھے اور میں سب بھائی بہنوں میں چھوٹا تھا سب کا انتقال ہو گیا فقیر ابھی زندہ ہے اور تقریباً ۸۸ برس کی عمر ہو گئی ہے۔ اب ملاحظہ کیجیئے ان تمام بھائیوں کی تفصیل جو مولوی محمد یار کے صاحبزادگان ہیں۔

۱۔ مولوی اللہ بخش

آپ مولوی محمد یار کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی شادی ۱۷

شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ کو ہوئی اور وصال ۱۳۴۱ھ میں ہوا آپ کی قبر بغلانی کے آبائی قبرستان میں ہے۔ آپ اگرچہ اولاد میں سب سے بڑے تھے مگر والد صاحب نے انتقال سے قبل آپ کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے انتقال کے بعد مولوی قادر بخش کو خاندان کی دستار فضیلت دی جائے چنانچہ مولوی اللہ بخش نے مولوی قادر بخش کو جس خط میں والد ماجد کے انتقال پر ملال کی خبر دی تھی اسی خط میں اس وصیت کا اظہار بھی فرمایا تھا وہ خط اس خاندان میں آج بھی محفوظ ہے' اس کا عکس احقر کے پاس موجود ہے اس خط کی چند عبارتیں ملاحظہ کیجئے۔ یہ خط ۱۰ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ کو لکھا گیا ہے۔

بخدمت برادرم صاحب

برادرم عزیز مولوی صاحب مولوی قادر بخش خان

بعد از نیاز!

اس جگہ ہر وجہ سے خیر خیریت ہے اور آپ کی خیرو عافیت ہر وقت نیک اللہ پاک سے چاہتا ہوں۔ احوال آنکہ پہلے جمعہ شریف کی رات روانہ کر چکا ہوں (یعنی انتقال کے فورا بعد خط ڈال چکے تھے)۔ برادرم جمعہ شریف ۷ صفر المظفر ۱۳۳۳ھ کو بوقت دوپہر جناب قبلہ دو جہاں کا سایۂ آسمان ہمارے سر سے اٹھ گیا ہے جناب والد صاحب رخصت ہم سے ہو کر سچا جہاں پر چلا گیا ہے مگر حکم ربی اللہ پاک جناب والد صاحب کو جنت فردوس عطا فرمادیں۔

آمین ثمہ آمین قالوانا للہ وانا الیہ راجعون

برادرم صاحب آپ موجا (غمگین) مت ہویں اللہ پاک تمام ہی برادران کو خوش و خرم فرمادے آمین......

دوسری وصیت کا بیان میں آپ کا دستار کا فرمایا کہ میری دستار مولوی قادر بخش کو دیویں.... برادرم صاحب آپ پر ہم دستار بندی کرتا ہوں تمامی کام آپ کا اختیار ہے..... برادرم صاحب کوئی مجھکو غم نہیں ہم دعا مانگتا ہوں اللہ پاک

آپ کی عمر دراز فرمائے آمین...... اور آپ میرے والد صاحب کی جگہ پر ہیں...... آپ کوئی غم نہ کریں کیونکہ والد صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ غم نہ کریں...... وفات والد صاحب تاریخ ۷ صفر ۱۳۴۳ء بوقت دوپہر۔ دفن شام کو ہوا جمعہ شریف کا دن تھا......

اللہ بخش بقلم خود

مولوی اللہ بخش کے ہاں ایک بیٹا محمد یار پیدا ہوا جن کی اولاد محمد اسمٰعیل اور محمد ابرہیم آج موجود ہیں اور بار کھان میں محنت مزدوری کر کے رزق حلال سے اپنا گھر چلا رہے ہیں۔

۲۔ مولوی قاضی قادر بخش

آپ ہمارے بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے مگر علم و فضل میں سب سے ممتاز تھے اور والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ ہی نے اس خاندان کے علمی ورثہ کو آگے بڑھایا اور آپ کے وصال کے بعد اس خاندان میں علم و فضل کا چراغ ابھی تک دوبارہ روشن نہ ہوسکا۔ آپ لاولد تھے مگر اولاد کی تمنا بہت رکھتے تھے اور اس کا اظہار انہوں نے اپنی کتابوں پر فدوی اللہ دتہ عفی عنہ لکھ کر کیا۔ راقم نے کئی کتابوں پر اس عبارت کو لکھا ہوا دیکھا ہے۔

۳۔ مولوی خدا بخش

آپ ۱۷ رمضان المبارک بروز بدھ ۱۳۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ زیادہ تعلیم حاصل نہ کرسکے پیشہ کے اعتبار سے پوسٹ مین تھے اور آپ بھی لاولد فوت ہوئے

آپ کے قبر بھی بغلانی کے قبرستان میں ہے۔

۴۔ مولوی احمد یار

آپ ہم بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ آپ کا نام ہمارے دادا جان کے نام پر رکھا گیا آپ کی پیدائش ۴ شوال ۱۳۲۵ھ اور وصال طویل عمر کے بعد ۱۴۱۲ھ ر ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک بارکھان کے مرکزی قبرستان میں ہے۔ (آپ کے مزار پر بھی احقر کو حاضری کا موقعہ میسر آیا)۔ بارکھان کے باشندوں نے بتایا کہ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ مسلک اہلسنّت پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ کے وصال تک تبلیغی جماعت اور دیگر بدمذہب جماعتیں سر نہیں اٹھا سکیں۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق ۱۹۷۰ تک اس بستی کے لوگ کسی دوسرے بدمذہب کے نام سے بھی واقف نہ تھے صرف اور صرف اہلسنّت و جماعت کا مذہب رائج تھے آج بھی بارکھان کی ۹۵ فیصد آبادی مسلک اہلسنّت و جماعت ہے چند شیعہ اور چند وہابی تبلیغی لوگ اب پائے جانے لگے ہیں۔

مولوی احمد یار بھی تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا حافظ غلام سدید الدین تونسوی (م ۱۳ شوال ۷۹ ۱۳ھ ر ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) (۱۴) ولد صاحبزادہ محمد حامد تونسوی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ساتھ ہی خلیفہ مجاز بھی، مگر آپ نے بھی اپنے سلسلے روحانی کا آغاز نہیں فرمایا۔ آپ سے دو صاحبزادے ہوئے مولوی عامل صوفی اللہ یار چشتی اور ماسٹر محمد یار جو اسکول میں استاد ہیں ابھی حیات ہیں۔

۵۔ مولوی کریم بخش

آپ تمام بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے تھے اور ابھی ماشاءاللہ حیات

ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۷ رجب المرجب بروز جمعہ ۱۳۳۰ ھجری ہے جس وقت مولوی قادر بخش کا انتقال ہوا آپ کی عمر ۱۱۔۱۲ سال کی تھی آپ باشرع اور سادہ طبیعت انسان ہیں۔ سر پر سفید عمامہ باندھتے ہیں۔ آپ نے احقر پر بہت شفقت فرمائی اور کئی گھنٹے کی نست آپ کے ساتھ رہی جس میں آپ اپنے اسلاف اور قادر بخش علیہ الرحمہ کے متعلق باتیں بتاتے رہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں سب سے بڑے ماسٹر جمعہ خاں مقامی اسکول میں ٹیچر ہیں۔ ایک عبداللہ نام کے صاحبزادے معزور ہیں اور بقیہ ۳ صاحبزادے (غلام) مصطفیٰ، احمد نواز اور محمد بارکھان میں مزدوری کرتے ہیں۔ اس خاندان میں پردے کا اب بھی سخت رواج ہے۔ مولوی قادر بخش کے خاندان کو بارکھان میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت سے اس خاندان کی وابستگی

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کا نام اس خاندان میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے نام سے زیادہ مشہور ہے مولوی کریم بخش صاحب مدظلہ العالی و مولوی اللہ یار چشتی اعلیٰ حضرت کے مسلک کے پیروکار ہیں اور وہابیہ و دیگر مذہب پر سختی فرماتے ہیں اور عقائد میں اعلیٰ حضرت کی کتب کے حوالے ازبر ہیں بالخصوص مولوی اللہ یار زید مجدہ اعلیٰ حضرت کے ان اشعار کے پرتو ہیں۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کثرت کیجئے

(حدائق بخشش)

آپ کے خاندان میں ایک روایت سینہ بہ سینہ بہت مشہور چلی آرہی ہے جس کے باعث اعلیٰ حضرت کا چرچا ان کی زبانوں پر آج بھی قائم ہے' ان حضرات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی بارکھان آمد کا واقعہ احقر کو سنایا اس سے قبل خطوط میں یہ مجھے لکھ کر بھیج چکے تھے۔ مولوی کریم بخش مدظلہ العالی نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

بارکھان کے علاقے میں ایک شخص کی منگنی ایک لڑکی سے طے ہوئی۔ حسن اتفاق سے منگنی کی رسم کے بعد لڑکی کا والد (یعنی لڑکے کے ہونے والے خسر) کا انتقال ہوگیا۔ اس شخص نے منگیتر کی بجائے اس کی ماں (اپنی ہونے والی ساس) سے نکاح کرلیا معاملہ جب قادر قادر بخش کے پاس آیا تو آپ نے اس نکاح کو جائز قرار دیا (کیونکہ منگنی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے) کیونکہ ابھی وہ اس کی منکوحہ نہ تھی آپ نے اس نکاح کے جواز میں فتویٰ کی شکل میں تحریر بھی لکھ کر دے دی۔

یہ واقعہ قاضی قادر بخش کے وصال سے ۳۔ ۴ سال قبل کا ہے اور مولوی کریم بخش فرماتے ہیں کہ اس وقت میری عمر ۸۔ ۹ سال کی تھی اور بڑے بھائی احمد یار مجھ سے ہوشیار تھے وہ بھی اس واقعہ کو اکثر بیان فرماتے تھے۔

قاضی قادر بخش کے اس فتوے کو ان کے ہم ایک عصر عالم دین مولوی میر خان (۱۵) نے رد فرماتے ہوئے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا کہ ساس کے ساتھ نکاح جائز نہیں بات بڑھتے بڑھتے کمرہ عدالت پہنچی اور مقدمہ دائر کردیا گیا۔

قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ نے علماء کی طرف رجوع کیا اور ان کو اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے بارکھان چوہڑ کوٹ آنے کی دعوت بھی دی چنانچہ ۴ علمائے کرام تشریف لائے ان میں سے تین نام مندرجہ ذیل ہیں چوتھا نام مولوی کریم بخش مدظلہ العالی کو یاد نہیں آیا۔

۱۔ اعلیٰ حضرت بریلی شریف
۲۔ مولوی فضل حق ڈی جی خاں
۳۔ مولوی شاہنواز چوٹی زیریں (ڈی جی خاں)

مولوی قادر بخش صاحب نے سب سے تبادلہ خیال کیا اور جس دن عدالت میں پیشی تھی آپ وہاں پہنچے اور مولوی میرخاں کی ان کتابوں سے متعدد حوالے اپنے حق میں دیئے جو کتابیں مولوی میرخاں خود اپنی تائید کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے۔ مولوی میرخاں نے آخر کار قادر بخش کی بات تسلیم کی اپنا فتویٰ واپس لیا اور معذرت بھی کی۔ اس واقعہ سے مولوی قادر بخش کو بڑی شہرت ملی اور دوسرے اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری سے کہ اتنے بڑے عالم ان کی حمایت میں یہاں تشریف لائے ہیں۔ روایت کے مطابق یہ تمام حضرات بعد میں کسی جلسے کے سلسلے میں لاہور پہنچے اور لاہور کے جلسے میں مولانا احمد رضا خاں کی موجودگی میں مولوی قادر بخش صاحب نے تقریر فرمائی جس کو اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمایا اور اپنے جذبات کا ان الفاظ میں اظہار خیال فرمایا:۔

"واقعی جنگل میں شیر ہوتے ہیں"

اس واقعہ کا کوئی قلمی ثبوت موجود نہیں ہے لیکن اس واقعہ کو ان کے خاندان میں بہت شہرت حاصل ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلی والے ہمارے ملک بارکھان چوہر کوٹ تشریف لائے تھے۔ مولوی کریم بخش صاحب نے بتایا کہ اس موقعہ پر اعلیٰ حضرت نے اپنے کئی رسائل بھائی کو پیش کئے تھے جو آج بھی ہمارے کتب خانے میں موجود ہیں فقیر نے ان رسائل کی زیارت بھی کی وہ مندرجہ ذیل رسائل ہیں:۔

۱۔ السوء و العقاب علی المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ (مطالعہ کی تاریخ ۲۵ شعبان ۱۳۳۶ھ)

۲۔ ازالتہ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار ۱۳۱۷ھ (مطالعہ کی تاریخ

۲۴شعبان ۱۳۳۶ھ)

۳۔ ردالرفضہ ۱۳۲۰ھ (مطالعہ کی تاریخ ۴ شعبان ۱۳۳۶ھ)

۴۔ ابنان الاجرفی اذان القبر ۱۳۰۱ھ

۵۔ بریق المنان بشموع المزار ۱۳۳۱ھ (مطالعہ کی تاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۳۶ھ)

۶۔ لمعہ الضحی فی اعفاء للحی ۱۳۱۵ھ

ان تمام رسائل کے سرورق پر مولوی قاضی قادر بخش صاحب علیہ الرحمتہ نے جو عبارت تحریر فرمائی ہے وہ اسطرح ہے ملکیت فقیر مولوی قادر بخش مصنف مولوی احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ اول سے آخر تک مطالعہ لیا گیا بقلم فقیر قادر بخش عفی عنہ

(ساکن تحصیل بارکھان بلوچستان ۱۳۳۶ھ)

اس کے علاوہ بھی آپ کے کتب خانے میں جو کتب بھی موجود ہیں ان سب پر آپ کی دستخط موجود ہے اور جن جن کا مطالعہ کیا ہے اس پر لکھ بھی دیا ہے۔ کئی کتابوں پر مختصر حاشیہ آرائی بھی فرمائی ہے اور فتاوی ہمایونی مصنف مفتی عبدالغفور ہمایونی جو فارسی زبان میں ہے اس پر کئی جگہ آپ نے حاشیہ آرائی فرمائی ہے مثلا فتاوی ہمایونی جلد اول ص ۱۷۸ کے مندرجہ ذیل سوال پر حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔

سوال... اگر در شہر نرخ چیزی یکے باشدو شخصے درآں شہر از نرخ مروجہ شہر کم کردہ یا زیادہ کردہ آن چیزی فروشد آیا ایں چینں کردن جائز است یانہ؟

اس سوال پر قادر بخش کا حاشیہ ملاحظہ کیجئے

"در متفرقات کنز العباد از کافی گفتہ کہ پرہیز کن از بیع نہ عنہ کہ آن معین است و اختراع ربوا خوردن و در کتابیہ شرح وقایہ گفتہ کہ بیع عنہ آن است کہ یکے از تاجرے طلب قرض کندوے قرض حسنہ ندھد بلکہ بوے رختے دہد

وبدست اوباکثر از قیمت بغروشد فتاری برہند ۱۲ (ج ۲ فصل ربع ص ۱۲۹)
خادم العلما فقیر قادر بخش عفی عنہ بقلم خود ۲۸ شعبان ۱۳۳۵ھ

قلمی نوادرات

قاضی قادر بخش کی باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں ہے البتہ آپ کے کتب خانے میں موجود کتابوں کو دیکھ کر یہ معلوم ہوا کہ جگہ جگہ مختصر حاشیہ لکھے ہیں جیسا کہ فتاوی ہمایوں کے ایک صفحہ کا حاشیہ اوپر لکھا گیا ہے اکثر و بیشتر حواشی آپ نے فارسی زبان میں تحریر کئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ سے نقل کی ہوئی کئی عربی فارسی کتب کے نسخے بھی ملے ہیں جن کو آپ شوقیا تحریر فرماتے تھے یا ممکن ہے کہ وہ کتاب ان کے کتب خانہ میں موجود نہ ہو' اس کو نقل فرما لیتے ہوں۔

مولوی اللہ یار زید مجدہ نے ایک مجلد کتاب احقر کو مطالعہ کے لئے دی جس میں کئی موضوعات پر چھوٹے بڑے رسائل خود ان کی تحریر میں نقل کئے ہوئے موجود ہیں اور بعض دیگر رسائل کسی کاتب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھی ہیں۔ ان ہی رسائل کے ساتھ قرآن پاک کی فارسی زبان میں تفسیر بھی موجود ہے جو بقول مولوی اللہ یار صاحب یہ چچا مولوی قادر بخش قدس سرہ العزیز کی لکھی ہوئی تفسیر ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

یہ تفسیر سورہ نوح کی ۱۲ ویں آیت سے شروع ہو کر سورہ اخلاص تک موجود ہے آخری دو سورتوں کی تفسیر موجود نہیں ہے اور بقیہ سورہ نوح سے قبل کی تفسیر بھی نہیں ہے سرورق بھی موجود نہیں ہے اور یہ بھی کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے کیونکہ اس کا خط مولوی قادر بخش کے خط سے مختلف ہے اس لئے فقیر کے خیال میں یہ تفسیر اس وقت تک مولوی قادر بخش کی

طرف منسوب نہیں کی جاسکتی جب تک کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو۔ احقر کے خیال میں جس طرح اور بہت سی کتابیں ان کے کتب خانے میں نقل کی صورت میں موجود ہیں ممکن ہے اسی طرح یہ بھی کسی تفسیر کی نقل ہو، لیکن مولوی اللہ یار اپنے خاندان کی روایت کے مطابق اسکو چچا قاضی قادر بخش کی طرف ہی نسبت کرتے ہیں۔اس کے ایک صفحہ کا عکس آخر میں دیا جارہا ہے۔

قاضی قادر بخش صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے جمعہ و عیدین کے خطبے بھی ملے جس کو انہوں نے نقل فرمایا اور یہ خطبات مولوی غلام رسول ولدخدابخش کے ہیں ان خطبوں کا فارسی ترجمہ بھی ساتھ ساتھ قاضی قادر بخش کی تحریر میں موجود ہے آپ کے کتب خانے میں کئی کاغذ ایسے ملے جن پر مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ کے اشعار تحریر تھے اور یہ تمام قاضی قادر بخش کے ہاتھ کی تحریر ہے اوران کے دستخط بھی جگہ جگہ موجود ہیں ایسا لگتا ہے کہ آپ مثنوی مولانا روم کا زبان پراکثرورد رکھتے تھے کیونکہ جگہ جگہ مختلف کتابوں پر بھی مولاناروم کی ابیات قادر بخش صاحب کے دستخط کے ساتھ تحریر ہیں۔

آپ کی تحریروں میں صرف ایک فتوی آپ کے کتب خانے سے حاصل ہوا جو فارسی زبان میں ہے اور یہ فتوی دودھ کے رشتوں میں نکاح سے متعلق ہے اس کا عکس بھی آخر میں دیا گیا ہے آپ نے یہ فتوی ۲۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ میں لکھا تھا اور اس پر دستخط کے ساتھ یہ عبارت موجود ہے۔

خادم العلما فقیر قادر بخش عفی عنہ
متوطن بغلانی متعلقہ تونسہ فی الحال ساکن
چوہڑکوٹ بارکھان بقلم خود

آپ کے خطوط میں سے بھی چند خط کتب خانے میں موجود ہیں جو آپ

نے مختلف علما کو تحریر فرمائے تھے

۱۔ خط بنام محمد بخش قاضی و مفتی چوٹی زیریں (ڈی جی خاں)

۲۔ خط بنام مولوی سردار محمد حسین

۳۔ خط بنام مولوی محمد ناصرالدین

ان خطوط کے علاوہ ایک خط لاہور شہر سے کسی عالم کا آپ کے نام موجود ہے ایک اور خط خانقاہ تونسہ شریف کے سجادہ نشیں صاجزادہ محمد حامد تونسوی کا قاضی صاحب کے والد قاضی محمد یار کے نام موجود ہے۔

فقیر نے جب استفسار کیا کہ اعلیٰ حضرت کا کوئی خط آپ حضرات کے پاس ہے تو فرمایا' کئی خطوط تھے لیکن تونسہ شریف کے سجاد گان نہ صرف یہ خطوط بلکہ ہمارے خاندان کے کئی نوادرات قاضی قادر بخش کے وصال کے بعد اپنے ساتھ لے گئے اور پیر خانے کے باعث ہم نے دوبارہ طلب نہیں کئے۔

مولوی قاضی قادر بخش کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سے تعلقات کب قائم ہوئے اس کا صحیح تعین تو نہیں کیا جاسکتا البتہ خاندانی روایت کی مطابق آپ یہاں ۱۳۲۶ھ میں تشریف لائے تھے تو یقیناً اس سے قبل تعلقات قائم ہوئے ہوں گے۔ مولوی قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کو مجدد دین و ملت تسلیم کرتے تھے جس کا ثبوت ان کی ان تحریروں میں ہے جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کی کتب ورسائل پر اپنے قلم سے تحریر کی ہیں جس میں آپ کو "مجدد ماتہ حاضرہ" لکھا ہے قاضی قادر بخش صاحب نے تعلقات قائم ہونے کے بعد ۳ دفعہ مختلف مسائل میں اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع فرمایا تھا سب سے پہلی تحریر جو استفتاء کی صورت میں آپ نے اعلیٰ حضرت کو بریلی روانہ فرائی وہ ۲۱ محرم ۱۳۳۷ھ میں ارسال تھی جو استفتاء اردو زبان میں ہے اس کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں آپ نے مختلف

مسائل میں ۸ عدد استفتاء ایک ساتھ روانہ کیئے اور آخری استفتاء آپ نے ۵ ربیع الاخر ۱۳۳۸ھ میں روانہ کیا تھا ان تمام استفتاء میں آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی۔

"از چوہڑکوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش"

ان استفتاء کو فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں دیکھا جاسکتا ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ فتاوی رضویہ جلد دوم ص ۱۵۵
۲۔ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۶۰۱
۳۔ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۶۴۴
۴۔ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۱۱۹
۵۔ فتاوی رضویہ جلد پنجم حصہ اول ص ۷۰
۶۔ فتاوی رضویہ جلد پنجم حصہ پنجم ص ۳۶۶
۷۔ فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۹۹
۸۔ فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۳۱۹
۹۔ فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۶۶
۱۰۔ فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۱۵۵

ان تما استفتاء کا عکس آخر میں ملاخطہ کیجئے

مولوی قادر بخش علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے وصال کے بعد بھی بریلی شریف کے مرکزی دارالافتاء سے رابطہ قائم رکھا تھا۔اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد کئی سال تک بریلی شریف کے اس مرکزی دارالافتاء سے امام احمد رضا کے صاحبزادہ گان کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اجل حضرت مولانامفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (۱۹) (م ۔ ۱۳۶۷ھ ر ۱۹۴۸ء) فتاوی نویسی فرماتے رہے۔ مولوی قاضی قادر بخش کے دو استفتاء امام

احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مولوی حکیم مفتی امجد علی اعظمی کے نام بریلی شریف پہنچے یہ دونوں استفتاء قاضی صاحب نے وصال سے ٦ ماہ قبل روانہ کئے تھے" یہ دونوں استفتاء بھی فارسی زبان میں ہیں ان کے عکس بھی ملاحظہ کیجئے جو فتاوی امجدیہ کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۰۷اور صفحہ ۳۴۵ پر درج ہیں۔ (۱۷)

بلوچستان صوبہ سے بارکھان کے علاوہ فورٹ سنڈے من سے مولوی مستری احمد الدین نے ۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء بریلی شریف بھیجا تھا اور مولوی عبدالرشید نے بلوچستان کے علاقے خضدار کی بستی سے ایک استفتاء بریلی روانہ کیا تھا۔ افسوس کے ان دو حضرات کے کوائف اور حالات ہنوز ابھی تک حاصل نہیں ہو سکے۔

فورٹ سنڈیمن کا علاقہ صوبہ بلوچستان کے عین شمال میں واقعہ ہے اور صوبہ سرحد کے جنوبی علاقے وزیرستان سے ۱۰۰ کلومیٹر جنوب میں واقعہ ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ کوہ سلیمانیہ کا شمالی پہاڑی سلسلہ ہے اس دور دراز علاقے سے مولوی مستری احمد الدین نے ایک استفتاء ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ میں بھیجا۔ استفتاء سے قبل چند سوالات ہیں جن کا جواب ایک دیوبندی عالم مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق اخونزادہ نے دیا ہے ان جوابات کی روشنی میں احمد الدین نے سوال یہ اٹھایا ہے کہ کیا ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی دیوبندی عالم ہو اور اس قسم کے اس کے خیالات ہوں جو اس کے جواب میں ظاہر ہیں تو آیا اس کو مسجد کا امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس کا اعلیٰ حضرت نے جواب یہ دیا ہے کہ ان عقائد والوں کو علمائے حرمین طیبین کافر قرار دے چکے ہیں لہذا ان کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ اس فتوے کا مکمل عکس بھی ملاحظہ کیجئے۔ (۱۸)

اس فتوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمد الدین جس علاقے سے تعلق

رکھتے ہیں اس علاقے میں یہ دیوبندیت اور وہابیت کا نیانیا معاملہ پیش آیا تھا وہابی دیوبندی عالم وہاں پہنچ کر عوام الناس کے عقائد کے خلاف گفتگو کررہے ہوں گے اس لئے یہ استفتاء بھیجا گیا کہ آیا ایسے شخص کو امام بھی رکھا جائے یا نہیں۔ تاریخی تواتر سے پتہ چلتا ہے کہ اس علاقہ کے مسلمان صدیوں سے اہلسنّت و جماعت کے عقیدوں پر کاربند تھے لیکن ان پختون علاقوں میں جب اس قسم کی ملاوٹ ہونے لگی تو وہاں کے علماء ان کی منافقت کو نہیں پہچان سکے اور جب مطلع دھندلہ نظر آیا تو انہوں نے علما سے استفتار کیا اعلیٰ حضرت کی ذات اس وقت چونکہ تمام عالم کے لئے مرجع خلائق تھی اس لئے آپ سے ان لوگوں کے متعلق حرف آخر طلب کیا گیا اور مسلمانوں کو ان کے فریب سے بچانے کی کوشش کی گئی آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ امام احمد رضا جو خود پختون نسل (۱۹) سے ہیں ان کا اور ان کی تعلیم یعنی محبت رسول کا تعارف صوبہ سرحد اور بلوچستان میں عام کیا جائے تاکہ یہاں کہ مقامی باشندے اپنے اصل مذہب کی طرف رجوع لائیں جو آج سے ۱۰۰ سال قبل ان کا تھا۔

بلوچستان کے پہاڑی سلسلہ کیرتھر میں کراچی اور کوئٹہ کے بالکل درمیان میں ایک مقام خضدار ہے جو سطح سمندر سے تقریبا ۲۰۰۰ فٹ بلند ہے اس علاقے سے مولوی عبدالرشید صاحب نے اذان اور امامت سے متعلق ایک استفتاء بریلی شریف معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا یہ استفتا ۱۳۲۶ھ کا ہے اور فتاوی رضویہ کی جلد دوم ص ۴۱۹ پر درج ہے اس کا عکس ملاحظہ کیجئے۔(۲۰)

حواشی اور حوالے

(۱)…. مولانا محمد ظفر الدین قادری بہاری "حیات اعلیٰ حضرت" جلد اول صفحہ

(۲)…. امام احمد رضا خاں بریلوی نے ۱۳۲۰ھ میں ایک کمیشن کو جواب دیتے ہوئے اپنے خاندان کی دارالافتاء کی خدمات کے متعلق ان الفاظ میں اظہار فرمایا:۔

"میں آباو اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ چوہتر۔(۷۴)سال سے میرے یہاں سے فتاوی جاری ہے تمام ہندوستان اور کشمیر اور برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں۔ ابھی چین سے چودہ (۱۴) مسئلے دریافت کئے ہیں چنانچہ لفافہ مرسلہ چین داخل کرتا ہوں"۔

(ازامام احمد رضا"اظہار الحق الجلی" ۱۳۲۰ھ ص ۸ مطبوعہ انڈیا)

اس بیان کے مطابق آپ کے خاندان میں دارالافتاء کی بنیاد ۱۲۴۶ھ ہی بنتی ہے مگر اپنے وصال سے قبل وصایا شریف میں یوں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوے نکلتے ہوئے ۹۰ برس سے زائد ہوگئے ہیں

(وصایا شریف ۱۳۴۰ھ ازمولانا حسنین رضا ص ۱۹ مطبوعہ انڈیا)

اس سے سنہ ہجری ۱۲۵۰ بنتا ہے مگر چونکہ فرمایا زائد اور اس وقت صدی مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے ۹۰ سے زائد فرمادیا۔ (مجید)

(۳)…. مولانا حسنین رضا خاں بریلوی "وصایا شریف" ص ۱۹ مطبوعہ انڈیا

(۴)…. مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی کا اصل نام محمد عبدالرحمن تھا مگر عرف میں اپنے جد امجد کا نام رضا استعمال کیا اور محمد رضا کے نام سے مشہور ہوئے جبکہ گھر میں ننھے میاں پکارے جاتے تھے۔ ننھے میاں کے نام سے متعدد استفتاء بنام اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود اور اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل اور

فتاوی پر آپ کی مہر تصدیق بھی موجود ہے آپ کی مہر تصدیق ملاحظہ کیجئے۔

"محمد رضا خاں قادری"

محمد عبدالرحمن عرف

ایک زبانی روایت کے مطابق جسکے راوی مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء) اور حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی (ستارہ امتیاز) علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء) ہیں' ننھے میاں (اعلیٰ حضرت کے سب سے چھوٹے بھائی) افتاء میں علم الفرائض میں سب سے زیادہ ماہر تھے اعلیٰ حضرت کے پاس اگر وقت نہ ہوتا اور علم الفرائض کا کوئی فتوی آتا تو اعلیٰ حضرت آپ کی طرف بھیج دیتے۔ اسی قسم کی روایت صاجزادہ وجاہت رسول قادری اپنے والد ماجد حضرت مولانا وزارت رسول القادری الحامدی علیہ الرحمہ سے بھی بیان کرتے ہیں۔ (مجید)

(۵)۔۔۔ مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی کے فتاوی کتابی شکل میں محفوظ نہیں ہوسکے مگر آپ کی مہر تصدیق اعلیٰ حضرت کے کئی رسائل اور فتاوی پر موجود ہے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتاوی اس خاندان سے سب سے پہلے آپ نے دیا تھا آپ کا یہ فتوی بنام "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" شائع ہوا۔

یہ آپ نے یہ رسالہ ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۹ء میں تالیف فرمایا تھا جبکہ ابھی یہ فتنہ سر اٹھارہا تھا اس سے قبل کا کسی عالم کا فتوی قادیانیوں کے کفر سے متعلق احقر کی نظر سے نہیں گزرا

(۶)۔۔۔ حضرت مولانا سیدی مرشدی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری المعروف بہ مفتی اعظم نے تقریباً ۷۵ برس فتوی نویسی فرمائی ہے یعنی ۱۳۲۸ تا ۱۴۰۲ھ / ۱۹۰۹ء تا ۱۹۸۱۔ آپ کے فتاوی کے صرف ایک مجموعہ شائع ہوا ہے جس میں کل ۴۵ فتوے شامل کئے گئے ہیں جبکہ آپ نے تقریباً پون صدی

فتویٰ نویسی فرمائی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کے فتویٰ کو جلد از جلد شائع کیا جائے تاکہ مسلمان اس سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ سے سوال پوچھنے والوں میں ہند کے علاوہ پاکستان کے مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے حضرات شامل ہیں مثلاً "فتاویٰ مصطفویہ" جلد اول (کتاب الایمان) میں ڈیرہ غازی خاں سے حافظ محمد حبیب اللہ (صفحہ ۷۶)، گجرات سے مولوی عبدالغفور چشتی (ص ۸۰) مری پنجاب سے مولوی عبدالرحمن (ص ۱۴۸) وغیرہ کے استفتاء اس جلد میں شائع کئے گئے ہی۔ اسی جلد میں مولوی شمس الحسن شمس بریلوی (م ۱۹۹۷) کا ایک استفتاء (۱۳۵۷ھ) ص ۱۶۱ پر شامل ہے۔ (مجید)

(۷) ڈاکٹر مجید اللہ قادری "امام احمد رضا اور علمائے سندھ" ص ۱۱ مطبوعہ کراچی

(۸).... مولانا محمد ظفرالدین قادری بہاری "۱۴ ویں صدی کے مجدد" ص ۶۵ مطبوعہ کراچی

(۹).... بارکھان صوبہ بلوچستان کی تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹر بھی ہے یہ علاقہ ڈیرہ غازی خان سے ۱۵۰ کلو میٹر مغرب میں واقع ہے۔ یہ بستی چاروں طرف سے اونچے اونچے پہاڑوں سے گھری وئی ہے جس کی اونچائی ۳ تا ۴ ہزار فٹ بلند ہے۔ یہ تمام پہاڑ خشک ہیں کہیں کہیں تھوڑی ہریالی ہے۔ یہاں قوم کھتران آباد ہے اور زبان کھترانی یا سرائیکی بولی جاتی ہے۔ اردو زبان تقریباً تمام لوگ سمجھتے اور بولتے ہیں بارکھان سے کہلو جاتے ہوئے چوہڑ کوٹ کی بستی، (جواب تقریباً ویران ہے) ۴ کلو میر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں قادر بخش کے والد آکر آباد ہوئے تھے اور قادر بخش صاحب کا قیام بھی چوہڑ کوٹ ہی رہا اور یہیں ان کا مزار بھی ہے۔

(۱۰).... پروفیسر محمد بخش قمر صاحب گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں شعبہ اسلامیات

کے استاد ہیں۔ آپ نے سکھر ڈھرکی کی مشہور و معروف خانقاہ بھرچونڈی شریف کے بانی حضرت حافظ ملت مولانا حافظ محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ (م ۱۳۰۸ھ) کی شخصیت و خدمات کے موضوع پر Ph.D کا مقالہ تیار کرکے سندھ یونیورسٹی جامشورو میں ڈگری کے حصول کے لئے پیش کردیا ہے۔

(۱۱)..... حاجی کریم داد ولد غلام رسول صاحب مرحوم بارکھان کے علاقے "سومن" میں ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے ایم اے اردو اور B.Ed کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں بحیثیت استاد منسلک ہوگئے اور ترقی پاتے ہوئے ہیڈ ماسٹر کے عہدے پر فائز ہوئے آپ مزید ترقی کرتے ہوئے محکمہ تعلیم بلوچستان کے جوائنٹ ڈائریکٹر مقرر ہوئے اور اسی منصب پر ۱۹۹۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ نے بلوچستان کے دور درازعلاقوں میں تدریسی خدمت انجام دی ہے آپ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ سید کمال الدین آغا نقشبندی (المتوفی ۱۹۸۱ء) سے کوئٹہ میں ۱۹۵۰ میں بیعت ہوئے تھے۔ یہ بزرگ ذاکر شریف قندھار سے تشریف لاتے تھے۔ حاجی کریم داد صاحب ریٹائر منٹ کے بعد بارکھان میں مستقل آباد ہیں۔ باشرع' ملنسار خوش مزاج' انسان ہیں۔ بزرگوں سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ راقم کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آئے اور اپنے دولت کدہ پر احقر کو کھانے پر بھی مدعو کیا اور کئی مسائل پر حاجی صاحب نے گفتگو فرمائی۔ احقر کو دوبارہ بارکھان کی دعوت بھی دی۔ (مجید)

(۱۲)..... مولوی عاقل اللہ یار ابن قاضی مولوی احمد یار ان دنوں ضلع تحصیل بارکھان میں اپنے خاندان کے ساتھ آباد ہیں۔ مولوی اللہ یار زید مجدہ نوجوان ہیں اور خاندانی معاملات آپ ہی کے ذمہ ہے۔ دینی تعلیم اپنے والد مولوی احمد یار سے حاصل کی پیشہ کے لحاظ سے ٹیلر ماسٹر ہے جب کہ آپ کے بھائی اسکول ٹیچر ہیں۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے کتابوں کو بہت سنبھال کر رکھا ہے۔ خود فارسی اور اردو پڑھ لیتے ہیں مسلک میں بہت زیادہ سخت ہیں

اور بد مذہب لوگوں سے برابر مناظرے کرتے رہتے ہیں آپ کے دم سے بارکھان میں ۹۰ فیصد سنیت قائم ہے اور تمام مساجد میں اہلسنت و جماعت کے علماء خطیب و امام ہیں۔ آپ خود بھی بارکھان کی ایک جامع مسجد میں جمعہ کی خطابت و امامت فرماتے ہیں۔

(۱۳)۔۔۔۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی ابن حضرت خواجہ گل تونسوی ابن بانئ خانقاہ تونسہ شریف حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی (المتوفی ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ ۱۳ دسمبر ۱۸۵۰ء) ۱۲۴۱ ھ / ۱۸۲۶ء تونسہ شریف میں پیدا ہوئے تمام تر تربیت اپنے جد امجد سے حاصل کی والد صاحب کا جلد ہی انتقال ہوگیا اس لئے آپ کو جدامجد کی تمام توجہ حاصل رہی یہاں تک کہ جدامجد کے وصال کے بعد آپ ہی تونسہ شریف کے سجادہ نشین قرار پائے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے آپ کے متعلق فرمایا!

"خواجہ اللہ بخش صاحب کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ برابر وقعت نہ تھی آپ بے حد غریب نواز تھے دنیا داروں کو بہت حقیر جانتے تھے۔ خواجہ اللہ بخش جیسا کوئی فقیر دیکھنے میں نہیں آیا"

خواجہ اللہ بخش کے تین صاجزادے تھے ایک کا وصال آپ کی زندگی میں ہی ہوگیا جن کا نام حافظ احمد تونسوی تھا۔ خواجہ اللہ بخش کے وصال کے بعد آپ کے بڑے صاجزادے حافظ محمد موسیٰ (م ۱۳۲۴ ھ/ ۱۹۰۶ء) سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد حافظ محمد موسیٰ کے صاجزادے محمد حامد تونسوی (م۔ ۱۳۳۱ ھ/ ۱۹۱۰) سجادہ بنے پھر آپ کے بیٹے حافظ سرید الدین (م۔۱۳۷۹ ھجو/ ۱۹۶۰ء) زیب سجادہ رہے اور آپ چونکہ لاولد تھے اس لئے ان کے بعد ان کے حقیقی بھائی خواجہ خان محمد (م ۱۹۷۹)نے سلسلے کو آگے بڑھایا اور آج کل تونسہ شریف میں خواجہ عطااللہ صاحب مسند سلیمانیہ پر سجادہ نشین ہیں۔

خواجہ اللہ بخش کا وصال ۲۹ جماد الاول ۱۳۱۹ ھ/ ۳۱ ستمبر ۱۹۰۱ء) کو ہوا ان کے

ہزاروں مریدوں میں ایک معروف نام مولوی عبدالحق خیر آبادی کا بھی ہے۔ مولوی عبدالحق کے والد ماجد مولوی فضل حق خیر آبادی نے بھی خواجہ اللہ بخش سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کا درس پڑھا تھا۔ (پروفیسر خلیق احمد نظامی' تاریخ مشائخ حیثیت صفحہ ۴۳۵۔ ۴۴۴' مطبوعہ اسلام آباد)

(۱۴).... پروفیسر خلیق احمد نظامی "تاریخ مشائخ چشت" ص ۴۴۰ مطبوعہ اسلام آباد

(۱۵).... مولوی میر خاں ناہر کوٹ بستی کہ معروف عالم دین تھے۔ یہ بستی چوہڑ کوٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر واقعہ ہے آپ اکثر چوہڑ کوٹ آتے جاتے تھے اور قیام بھی فرماتے۔ آپ کا وصال ۱۹۴۳ھ ر ۱۹۴۴ء میں ہوا اور آبائی گاؤں ناہر کوٹ میں مدفون ہوئے۔

(بروایت حاجی کریم داد ساکن بارکھان بلوچستان)

(۱۶).... مولانا مفتی حکیم محمد امجد علی ابن مولانا حکیم جمال الدین ابن مولانا خدا بخش (المتوفی ۱۳۶۷ھ ر ۱۹۴۸ء) نے دورہ حدیث مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں محدث وقت حضرت وصی احمد محدث سورتی (م ۱۹۱۶ء) میں مکمل کیا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت سے بیعت و خلافت حاصل فرمائی اور آپ کے مدرسہ منظر اسلام سے منسلک ہوگئے ۱۹۱۱ تا ۱۹۲۵ء تک اس مدرسہ اور دارالافتاء سے منسلک رہے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کی صلاحیتوں کی بنا پر صدر الشریعتہ کا خطاب بھی عطا فرمایا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد آپ ۴۔۵ سال تک اس مرکزی دارالافتاء میں مفتی اعظم کی حیثیت سے فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے اس کے بعد ہند کے مختلف مدارس میں مفتی اور صدر المدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد آپ کے پاس بھی ہند اور موجود پاکستان کے

دوردراز علاقوں سے استفتاء آتے رہے۔ چند مستفتیوں کے نام ملاحظہ ہوں ان میں اپنے وقت کے مستند علماء و مفتیان کرام شامل ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد آپ کی شخصیت مرجع علماء بن گئی تھی۔ اس لئے علماء اور مفتیاں آپ پر اعتماد فرماتے تھے:۔

ا.... مولانا سراج احمد بہاولپوری (م ۱۳۹۲ھ ر ۱۹۷۲) فتاوی امجدیہ جلد دوم ص ۱۳۸ جلد سوم ص۔ ۳۷۴)

۲.... مولانا ظہور الحسن درس کراچی ۔ (م ۱۳۹۲ھ ر ۱۹۸۲ء) فتاوی امجدیہ جلد دوم ص ۱۲۷ (جلد سوم ص ۱۳۹ ر ۱۴۲)

۳.... مولوی عبدالرحیم بھرچونڈی شریف فتاوی امجدیہ جلد دوم ص ۱۹۹

۴.... مولوی قاضی قادر بخش بغلانی بارکھان جلد سوم ص ۲۷۰ ر ۳۴۵

۵.... خواجہ غلام سدید الدین تونسوی (ڈی جی خاں) جلد ۳ ص ۲۹۹

۶.... سید اکبر شاہ قصابان مسجد سولجر بازار کراچی جلد سوم ص ۳۵۳

۷.... صوفی احمد الدین لاہور جلد سوم ص ۲۶۴

۸.... خلیفہ عزیز الدین لاہور جلد سوم ص ۱۵۵

(۱۷) مولانا حکیم امجد علی اعظمی "فتاوی امجدیہ" جلد سوم مطبوعہ انڈیا

(۱۸) امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۸ مطبوعہ کراچی

(۱۹) محمد اکبر اعوان "شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی" ص ۳۵ مطبوعہ کراچی

(۲۰) امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاوی رضویہ" جلد دوم ص ۴۱۹ مطبوعہ کراچی

مسئلہ (۲۲۵) :۔ از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

چہ میفرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ شخصے را عادت است کہ چوں ذکر او می فشارد بر سرِ آں بول برآید و می ایستد رواں نمی گردد و اگر نمی فشارد بر سرِ آں بول نمود ار نشود آیا دریں صورت وضوئش شکستہ شود یا نہ اگر دریں حالت وضو بشکند آیا صاحب عذر شود یا نہ یا حکم است کہ او نہ فشارد و نہ وسواس کند ہر گاہ کہ بول آید وضو بکند ہر چہ بگنجد بفرمایند اگر ایں عادت بود و او وضو نمی کرد نماز با خواندہ است آیا جملہ نماز باز گرداند یا معاف ست بباعث حرج بسیار ازیں سوال بے ادبی معاف فرمایند۔

الجواب :۔ کمیز تا آنکہ بر لب عضو بر نیاید وضو بجائے خود است نماز ہا کہ ایں چنیں گزاردہ است بے خلل ست فشردن عضو پس از بول سنت بیش نیست اگر دیداند کہ ہر بار کہ می فشرد چیزے بر می آید و منقطع نمی شود و اگر نفشرد بر نیاید آنگاہ او را فشردن بکار نیست ہمچناں وضو کردہ نماز گزارد و وسوسہ را بدل راہ نہ دہد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۱۵۵

مسئلہ ۔ از چوہر کوٹ بارکھاں ملک بلوچستان ۲۱ محرم ۱۳۳۷ھ

مجموعہ فتاوی عبدالحی ۵۵ و مجموعہ فتاوی ہمایونی تصنیف مولینا مفتی عبدالغفور صاحب نے چارپائی والے مسئلہ مسجد میں جواز لکھا ہے وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف کے موقع میں سریر پر سوئے تھے۔

الجواب

حدیث قولی اور فعلی جب متعارض ہوں تو عمل حدیث قولی پر ہے ان المسجد لم تبن لھذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹ پر سوار مسجد الحرام شریف میں داخل ہوئے اور راہیں کعبہ معظمہ کا طواف فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے خون اُن کے زخموں سے جاری تھا اُن کے لیے مسجد اقدس میں خیمہ نصب فرمایا کہ قریب سے عیادت فرمائیں کہ سوا مسجد شریف کے کوئی مکان نشست کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا کیا ان احادیث سے استناد کر کے کوئی ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۰۱

مسئلہ ۔ از چوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ در سجدہ سہو سلام بہر دو جانب گوید یا یکے جانب اگر امام باشد یا منفرد بکدام روایت فتوی است۔

الجواب

سلام ہمیں جانب راست دہد امام باشد خواہ منفرد تا آنکہ گفتہ اند کہ اگر سلام دیگر دہد سجدہ سہو ساقط شود و نیز بکار گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۴۴

مسئلہ ۹۸: از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان، مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسافراں را عادت است کہ در سفر بمیرند ہمانجا دفن میکنند ولیکن امان میکنند بعد از مدت مقررہ از انجا بیروں کنانیدہ از مشرق بمغرب واز شمال بجنوب وعلی العکس می برند آیا این فعل جائز ست یا ناجائز۔

الجواب

این حرام است۔ بعد از دفن کشودن حلال نیست۔ ونقل بمسافت بعیدہ نیز روا نیست۔ واللہ تعالٰی اعلم

عکس فتاوٰی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۱۶

مسئلہ ۳۲: از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسائل کہ (۱) اگر زنے بیوہ شود دوم بار نکاح کردن لازم است یا بخواہد کہ من نکاح نمی کنم کہ می گوید کہ بنشینم روا ست یا نہ خواہ جوان باشد یا درمیان سالہ باشد یا پیرزن بود ہرچہ حکم شرع باشد تحریر فرمایند (۲) چوں پدر در زندگی خود دختر را بکودکے در عقد نکاح آورد کہ صغیر ست در خانہ خود دختر نشستہ ست محض ایجاب وقبول کردہ پدرش بمرد دختر را دو سہ سال منقضی گردید کہ بالغہ است و کودک تاحال خورد آیا شرعاً اکنوں بر برادران گناہ ست یا نہ یا حوالہ آں خورد بکنند ایں چنیں کار برائے پدر مرحوم چگونہ باشد وچہ گناہ۔

الجواب

(۱) پیرزن را خود جبر بر نکاح نتواں کرد وجوان نیز اگر بر نفس خود اطمینان دارد واتباع رسم باطل ہنود نمی کند از قید نکاح دیگر آزاد ماندنش می رسد کما دل علیہ حدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وبیناہ فی اطائب التہانی آرے اگر بر خود اطمینان ندارد نکاح واجب ست واللہ تعالٰی اعلم (۲) تاصور انکاحیکہ پدر کرد فسخ نتواں نمود گو با غیر کفو وبغبن فاحش در مہر باشد صبی اگر مراہق شدہ زنش را بخواہد باو سپردن لازم ست واللہ تعالٰی اعلم۔

عکس فتاوٰی رضویہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۷۰

مسئلہ ۱: از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسے نذر کرد کہ فلاں حاجت من برآید بارواح فلاں مشائخ برائے اللہ فلاں نرگاؤ یا گوسفند خواہم کشت یا بدہم چوں حاجت او برآمد اکنوں گوید کہ آں نرگاؤ کہ نذر کردم بدیگر گوسفنداں بدل کردہ خیرات کنم آیا منذورہ نرگاؤ بعوض دیگر گوسفند بدل کردن جائز ست یا خود آں نرگاؤ را خیرات بکند۔

الجواب: نذر کہ بر جانور معین واقع شد تبدیلش روا نیست قال تعالٰی ولیوفوا نذورہم واللہ تعالٰی اعلم

عکس فتاوٰی رضویہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ ۳۲۶

مسئلہ:۔ ازچوہرکوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادربخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
چہ میفرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ نرخ بازار سہ پوٹلی فی روپیہ است اکنوں شخصے بمیعاد تا ۳ ماہ یا زیادہ کم از نرخ بازار دو شہ فی روپیہ فروخت میکند آیا جائز است یا مکروہ۔

الجواب:۔ جائز است واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاوی رضویہ جلد ہفتم صفحہ ۹۹

مسئلہ۔ ازچوہرکوٹ بارکھان ملک بلوچستان، مرسلہ قادربخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
چہ فرمایند علمائے دین دریں مسائل:۔
(۱) حکم ذبح فوق العقدہ نوشتہ شدہ بمن رسید، لیکن جناب اعلیٰحضرت فیصلہ بانہ کردہ، ہمیں اختلاف دریں ملک بسیار ست، کسے می گوید کہ ہر چار رگ بریدہ شود، کسے می گوید کہ نہ، براہِ کرم مولٰنا صاحب بکدام روایت قائل است، ہرچہ رائے مولوی صاحب، واتفاق فتویٰ است، تحریر فرمایند، تاکہ براں عمل درآمد کردہ باشد۔
(۲) بر یتیم قربانی واجب ست یا نہ،

الجواب۔ (۱) اجماع ائمہ ماست کہ اگر سہ رگ بریدہ شود ذبیحہ حلال ست، و ایں معنی بشاہدہ یا جوع باہل خبرت تواں دریافت. ہمیں در فتویٰ سابقہ نوشتہ شدہ و ہمین است فیصلہ علامہ شامی در ردالمحتار، وانچہ یکبار برائے امتحان مشہود فقیر شد آنست کہ بذبح فوق العقدہ نیز رگہا بریدہ می شود، واللہ تعالیٰ اعلم،

عکس فتاوی رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۳۱۹

مسئلہ:۔ ازچوہرکوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادربخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
یکے ملا میگوید کہ در دعا گنج العرش و در دعا عکاشہ وغیرہ ادعیات عربی فارسی و در نور نامہ ہندی کہ در آن ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالتفصیل است ثواب چنداں نوشتہ است کہ جبل شہید و حج وغیرہ امورات ثواب حاصل آید ہر کہ بخواند آں ملا میگوید ہر چہ ثواب نوشتہ است آں حاصل نباشد و غلط نوشتند برائے فروختگی کتاب نوشتہ و ہیچ اصل نیست آیا گفتہ ملا بموجب شرع شریف است یا مخالف اگر ثواب ہمچناں ست کہ نوشتہ است براہ مہربانی سند و حوالہ کتاب کہ در ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چنداں ثواب ست تحریر فرمایند بلاحیثیت۔

الجواب۔ رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور ست روایتش بے اصل است خواندنش روا نیست چہ جائے ثواب و بر ادعیہ در مطابع انچہ روایتہائے اسنادی نویسند اکثر بے اصل است وثواب بدست رب الارباب یکبار سبحٰن اللہ میزان را پر میکند و لا الٰہ الا اللہ پستر از عرش نمی ایستد یک کلمہ از ینہا اگر مقبول شود جزائے او جز جنت نیست وثواب اللہ اطیب واکثر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۵۵

مسئلہ۔ از بلوچستان مرسلہ قادر بخش ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علمائے کرام چہ میفرمایند کہ قولے معتبر نقل است آیا واعظ در وعظ ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب این نقل است آن حکایت این است۔

یک حکایت یاد دارم از رسول + یا معقول ہمہ اہل قبول + تاکہ معلوم تو گردد ہمتش + تا چہ حداست امتان را شفقتش + بعد از آں ایم بعد ح چاریار + اے برادر یک زمان گوش دار + جملہ شبہا مصطفےٰ بیدار بود + اتفاقا یک شبے خوابش بود + بود اندر خواب تا وقتی نماز + ناگہاں آمد خطابش بے نیاز + آفریدم من ترا از بہر آں + تا شدی پشت پناہ امتاں اے محمد خواب تو زیبندہ نیست + ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست + چون پرداری بخواب نیم شب + کردم اکنون امتانت را غضب دوزخ اندازم ہمہ از عام و خاص + یک تنے زیشان نگردانم خلاص + چوں شنید این آیۃ خیر البشر + رفت زانجا امتی گویا بدر رفت زانجا او ندیدہ ہیچ کس + واند او را عالم الاسرار بس + چوں گذشت از دو سہ روز این قصہ را + خون دل خوردند یاران غصہ را + عاقبت روز سوم بعد از نماز + جملہ پیش عائشہ رفتند باز + چوں بپرسیدند زام مومنین + داد ایشاں را جواب این چنین + گفت او شبین شب رسید از حق خطاب + امتاں را آیہ از بہر عذاب + چوں کہ ایں آیۃ بگوش او رسید + شد بروں از حجرہ او را کس ندید + آنچناں برخاست از یاران عزیو + لرزہ افتادند اندر جن و دیو + ناگہاں دیدند یک چوبان ز دور + یافت زاں چوبان دل ایشاں سرور + پیش او رفتند و پرسیدند از و + گر خبر داری زپیغمبر بگو + گفت من کے مصطفےٰ را دیدہ ام + بلکہ او را از کسے نشنیدہ ام + لیک سہ روز است پیغام خردش از میان کوہ میاید بگوش + جانور از نالہ او دل خستہ اند + از چراگاہ دہاں را بستہ اند + ہر زمان از دیدہ می رانند آب + بستہ اند از راہ دیدہ راہ خواب + چوں شنیدند ایں خبر را آں گروہ + جملہ آوردند روے سوئے کوہ + شد نمایاں درمیان کوہ غار + دید در آں غار آں صدر کبار + سر بسجدہ بردہ پیش بے نیاز با خداے خویشتن میگفت راز + گریہ میکرد و ہمی گفت اے الہ + تا نہ بخشی امتانم را گناہ + ما نہ بردارم سر خود از زمیں + تا بروز حشر نالم ایں چنیں + اینچنیں میگفت و مینالید زار + اشک میبارید چوں ابر بہار + چوں شنیدند این خفائش را ز دور + جملہ را از نالہ اش خوں شد جگر + گفت صدیق شفیع المومنین + از کرم بردار سر را از زمین + آنچہ من در عمر طاعت کردہ ام + انچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام + آں ثواب از برائے امتان + دارم اے پیغمبر آخر زمان + الی آخر الحکایت۔ یہ حکایت رسالہ میلاد غلام شہید میں ہے۔

الجواب۔ ایں نقل باطل و بے اصل ست و در ہیچ کتاب معتبر از و نشانے نیست واللہ تعالیٰ اعلم۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۶۶

مسئلہ ۔ از فورٹ سنڈیمن بلوچستان رسالہ ژوب ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے (۲) گیارہویں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرنی کیسی ہے (۳) کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز (۴) اوٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے (۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کیلئے دور دراز سے سفر کرنا عرس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں (۶) ہر دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں (۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۴ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب بعد مراسم سنت ۔ دہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی اون سے تو ہب کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب دے جب بھی کافر نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جنکی نسبت علماے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھٹکر ان کے امام اسمٰعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور اون لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیئے ہیں اونھیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اون فتووں سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگا لیجئے اور دکھایئے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اوس پر کچھ اثر نہیں ورنہ علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ اوسوقت آپکو ظاہر ہو جائیگا کہ یہ شخص اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا در کنار "علمائے دین و اکابر مسلمین" جانے وہ کیونکر مسلمان پھر مسئلہ عرس و فاتحہ فرعی مسائل کا اوس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط ۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۸

مسئلہ (۳۷۴) محمد عبد الرشید از خضدار مدرسہ انجمن محاسن اسلام احاطہ عبد الغفور صاحب

۱۴ محرم ۱۳۳۶ھ

مسجد میں بلا اذان نماز جماعت درست ہے یا نہیں اور تنگ وقت کی وجہ سے صرف تکبیر جماعت سے ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا ۔

الجواب

بلا اذان جماعت اولیٰ مکروہ و خلاف سنت ہے ، ہاں وقت ایسا تنگ ہوگیا ہو کہ اذان کی گنجائش نہ ہو تو مجبورانہ خود ہی چھوڑی جائے گی ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عکس فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۴۱۹

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہٹر کوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ
چہ می فرمایند علمائے کرام علیہم الرضوان اندریں مسئلہ کہ آیا ملازمت و نوکری قوم نصاریٰ کردن
جائز است یا نہ۔ خصوصاً شخصے حاجی و مولوی و متقی بمشاہرہ خمس و عشرین بعہدہ معلمی در نوکری
مصروف است بعضے عالماں بعدم جواز ایں مشاہرہ قائل؟

الجواب:۔ بعض ملازمت ناجائز است مثلاً ملازمت حکم کردن خلاف ما انزل اللہ
و ملازمت رجسٹری کہ کاغذ سود بنویسد۔ بر دگواہ می باشند۔ و غیرہما۔ و اگر در کارہائے متعلقہ
محذورے نبود۔ جائز ہست۔ ہمچنیں تعلیم کہ اگر بتعلیم امر مباح مامور ست مثلاً حساب و اقلیدس
وغیرہ اجارہ جائز ہست و اگر بتعلیم عقائد باطلہ و امور منہیہ اشتغال دارد ناروا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ امجدیہ جلد سوم صفحہ ۲۷۰

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہٹر کوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ
اگر کسے سرقہ کرد و بعدہ نادم شد۔ اکنوں اگر سارق بلفظ صریح گوید کہ فلاں چیز من دزدیدہ ام شرمسار
و گرفتار شود۔ و خواہد کہ قیمت مسروقہ بمالک می دہم و اصل چیز از دست رفت۔ و لیکن چوں قیمت بمالک
می دہم و اظہار کند ظاہر نمی گوید کہ ایں قیمت در مقابلہ فلاں چیز ہست کہ شرمسار شود۔ و در یک جا قیمتش
ادا نمی خواہد کرد۔ اگر بایں طریقہ قیمت مال مسروقہ ادا کند۔ آیا گردنش بروز قیامت رہا گردد۔ یا نہ یا لازم
است کہ ظاہر گفتہ ادا کند تا از گناہ پاک شود۔ ہر چہ حکم شرع شریف باشد تحریر فرمایند؟

الجواب:۔ چوں اصل شئ فوت شدہ قیمتش ادا کند۔ و ایں لازم نیست کہ ظاہر کند و گوید
کہ ایں قیمت آں چیز است کہ دزدیدہ بودم[1] واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] محض از ادائیگی مال مسروق بمالک، سارق از گناہ سرقہ پاک نمی شود۔ زیرا کہ سرقہ گناہ کبیرہ است کہ بے توبہ صحیحہ از وے بری نمی شود۔ پس بر سارق لازم است کہ از فعل سرقہ توبہ کند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مصباحی

عکس فتاویٰ امجدیہ جلد سوم صفحہ ۳۴۵

مسئلہ(۳۷۵) مسائل از شہر کہنہ محلہ کانکر ٹولہ مسئولہ نتھے خاں ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) اذان سنت ہے یا واجب؟

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی قادر بخش صاحب از چوہڑ کوٹ تحصیل بارکھان ملک بلوچستان غرہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ

(۱) انگریزی خواندن و تعلیم کردن جائز یا نہ بعضے علماء فتوی بکفری دہند؟

(۲) بعضے آدمی چوں کلمہ طیبہ خوانند اوّل بسم اللہ الرحمن الرحیم گفتہ کلمہ گویند یک دو ملایاں گفتہ کہ ایں چنیں گفتن نشاید۔ بعضے گویند ہیچ پرواہ نہ۔ ہرچہ حکم باشد تحریر فرمایند؟

(۳) بعضے چوں کلمہ طیبہ خوانند بایں لفظ زائد میگویند کہ لا الہ الا اللہ پاک محمد رسول اللہ آیا بایں لفظ زائد پاک در اعراب و معنیٰ نقصان شود یا ہیچ حرج نیست؟

الجواب (۱):۔ از نفس تعلم و تعلیم زبان انگریزی باکے نیست۔ امابسا اوقات بسبب امر آخر قباحت رو نماید مثلا صحبت کفار و فجار و تعلم امور خلاف شرع کہ ازیں اسباب عقائد فاسدہ در دل جاگیرد۔ و بعض وقت از اسلام برطرف شود، فاما اگر ایں چنیں نباشد مضائقہ ندارد واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قبل کلمہ طیبہ تسمیہ خواندن چرا نشاید، ہیچ سببے نیست کہ منع گردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) درمیان در جملہ عربی لفظ پاک کہ فارسی است داخل کردن من حیث الترکیب نشاید و من حیث المعنیٰ خللے ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عکس فتاویٰ امجدیہ، جلد چہارم، صفحہ ۱۰-۱۱

مولانا قادر بخش کے نام خط کا عکس

اعلموا ان هذا شهر رمضان يشفع لكم بالعفو والغفران الوداع الوداع يا شهر رمضان و
فتحسروا على اتمامه وتأسفوا على افتتاحه الوداع الوداع يا شهر رمضان يا خير الشهور ويا خلاصة الدهور
والدهور ويا منبع البركات عند الافطار والسحور الوداع الوداع يا شهر رمضان انت الذي تغفر الزلات
وترفع الدرجات وتضاعف الحسنات الوداع الوداع يا شهر رمضان وفيك ينظر الرحمن
وتفتح ابواب الجنان وتغلق ابواب النيران الوداع الوداع يا شهر رمضان
عند كل افطار الف الف عتيق من النار الوداع الوداع يا شهر رمضان يا شهر الخير والبركات
يا شهر الامن والامانات الوداع الوداع يا شهر رمضان انت الذي اوله رحمة واوسطه
مغفرة وآخره فكاك من الذنوب والسيئات الوداع الوداع يا شهر رمضان
السلام عليك يا شهر التسبيح وذكر الرحمن السلام عليك يا شهر [illegible] وزيارة الديوان
السلام عليك يا شهر التراويح وتلاوة القرآن الوداع الوداع يا شهر رمضان [illegible]

الوداع ماياشهری رمضان (بقلم قادر بخش)

بخشدی شاہ طفیل خواجہ اکرم بن

غور کر مجھ دہاڑی حشر کا کا دا کو مل

دیدار ہمیشہ کر الہیہ خواجہ سید حسن

نور وشن منیر از شیخ نور دیلوی شفا کی واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل حاجی اللہ بخش پیر

بادشاہ انس و انکا ارض و سما کی واسطے

از رحیم طفیل خواجہ حسو شاہ پیر

حاجی شاہ شیخ صاحب ... یسین کی واسطے

بخشدا اپنی محبت اور تقویٰ ماسوا

حرمتی پیران شجرہ چشتیہ کی واسطے

عکس اشعار شجرہ بقلم مولانا قادر بخش
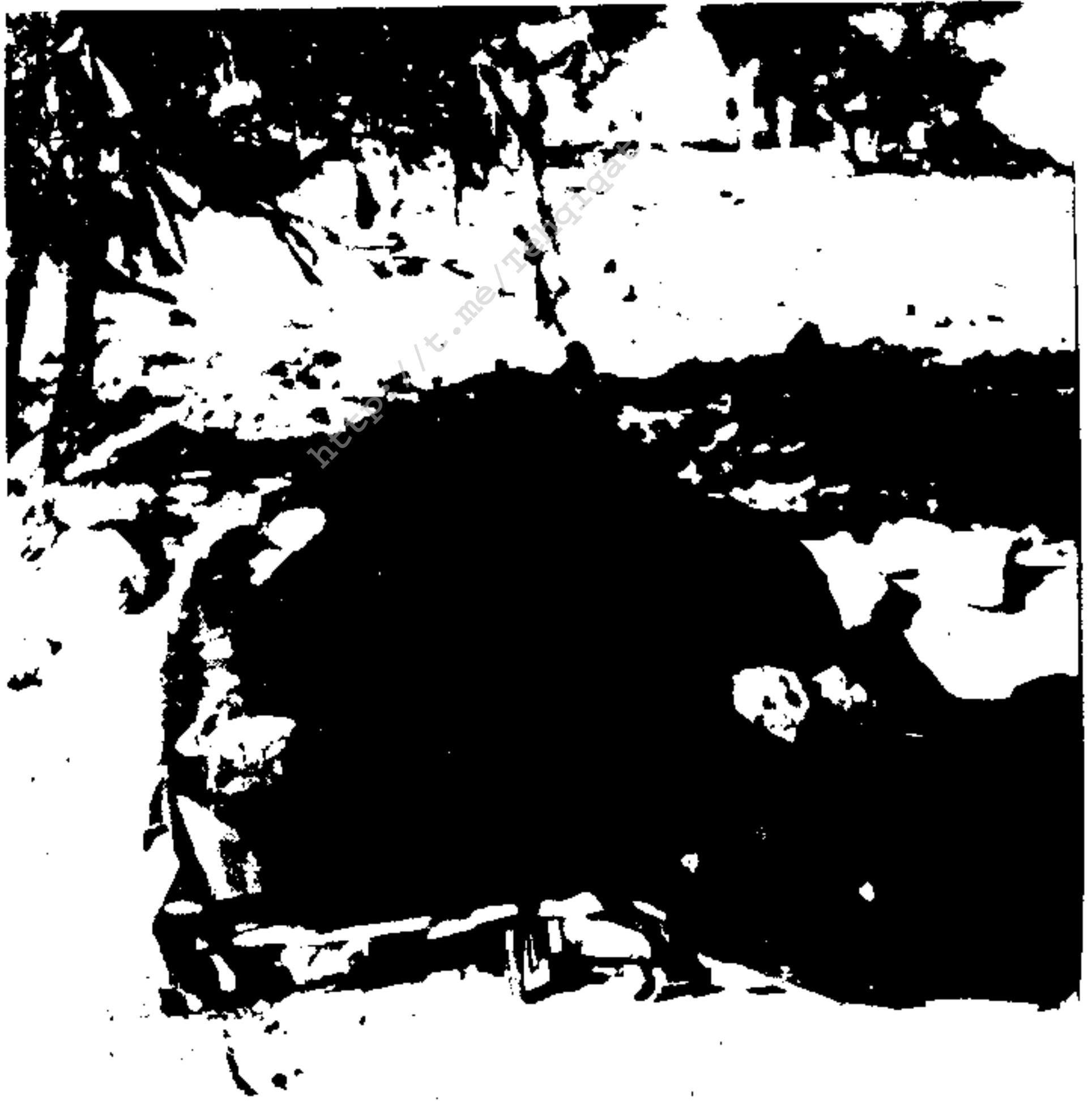
عکس مزار مولانا قادر بخش (چوہر کوٹ)

عکس مزار مولوی احمد یار برادر مولانا قادر بخش (بارکھان)

الحمد للہ

استفتا

درباب ممانعت صحبت از سائر اہل بدعت بالخصوص غیر مقلدین و وہابیہ خذلہم اللہ بضلالت

مع رسالۂ مبارکہ

ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار

۱۳۱۶ ھ

تصنیف لطیف

علامۂ دوران امام المناظرین مقدام المحققین حضرت عالم اہلسنت مخدومنا مولانا
الحاج عبد المصطفےٰ احمد رضا خان حنفی قادری برکاتی بریلوی مدظلہ العالی

(مولانا مولوی حکیم) امجد علی اعظمی رضوی نے اپنے اہتمام سے
مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت ؁ ۵۰۰ جلد بار دوم

الحمد للہ

ہدایت برادران اہلسنت کے لیے

یہ نفیس و ضروری فتوے دافع بلا و بلوے

جسمین عظیم و جلیل سندون سے روشن کیا گیا کہ زمانہ حال کے جسقدر رافضی تبرائی ہین علی العموم سب کافر و مرتدین ہین اونکے ساتھ کوئی معاملہ مسلمانون کا سا برتنا حلال نہین رافضی اپنے کسی مورث مسلمان کا ترکہ شرعاً نہین پا سکتا اگرچہ وہ مورث اس رافضی کا باپ یا حقیقی بھائی ہو رافضی مرد یا عورت کا نکاح کسی مسلمان یا کافر رافضی یا غیر رافضی اصلا کسی سے نہین ہو سکتا محض زنا ہوگا اور اولاد ہرگز صحیح النسب نہوگی

مسمے بنام تاریخی

رد الرفضة

۱۳۲۰ھ

تصنیف لطیف و ترصیف منیف

عالم اہلسنت ناظم ملت مفتی شریعت حامی طریقت بحر العلوم عطیۂ نبی الامۃ صاحب حجت قاہرہ مؤید سنت زاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب حنفی قادری برکاتی بریلوی قبلہ مدظلہ

باہتمام سے مولانا مولوی حکیم ابو العلا امجد علی صاحب قادری رضوی اعظمی نے

مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی میں چھپا کر شائع کیا

قیمت فی جلد ۔

۱۰۰۰ بار

بار سوم

بحمدہ سبحنہ

یہ مبارک فتوے جسمیں بروشن دلائل سے ثبوت دیا ہے کہ مرزا کادیانی
کہ اپنے آپکو نبی و رسول کہتا اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین کرتا اور بکثرت
ضروریات دین کا انکار رکھتا کافر مرتد ہے اور اسکے گروہ کو ساری مرزائی
کافر مرتد ہیں انسے نکاح اور میل جول وغیرہ حرام ہے وہی احکام ہیں جو مرتدین
مسمے بہ اسم تاریخی

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب
۱۳۲۰ھ

تصنیف لطیف

اعلیحضرت عالم اہلسنت قامع بدعت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ
صاحب تصانیف کثیرہ باہرہ مولنا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ احمد رضا
خان صاحب قادری

ہوا اپنے اہتمام سے مولنا مولوی حکیم ابو العلاء امجد علی صاحب رضوی اعظمی نے
مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی میں چھپا کر شائع کیا

بار دوم ۱۰۰۰ جلد
قیمت فی مجلد

واشرقت الارض بنور ربها

بعونہ تعالےٰ

روشنی مزارات اولیاء اللہ کے متعلق ایک نہایت ضروری فتویٰ

جسمیں اوہام باطلہ وہابیہ کا ابطال کیا گیا اور ثابت کیا گیا کہ مزارات اولیاء اللہ پر روشنی کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے اسکی ممانعت نہیں ہے وہابیہ کی محض سوء فہمی ہے

موسوم باسم تاریخی

بریق المنار بشموع المزار

۱۳۳۱ھ

مصنفہ زبدۃ المحققین امام المناظرین مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰحضرت مولانا الحاج حافظ قاری شاہ احمد رضا خانصاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہم

باہتمام خاکسار محمد عبد اللہ مالک مطبع مجتبائی لکھنؤ

قرآن سائنس

اور

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مجید اللہ قادری

بزم عاشقان مصطفیٰ لاہور

امام احمد رضا قادری بریلوی

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ
فلیمنگ روڈ، لاہور

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ
لاہور، پاکستان

تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو،
اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا
(سورۃ النجم، ۱۲، ۱۳)

احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدارِ الٰہی عزوجل

افاضات از: امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مرتبہ اقبال احمد اختر القادری

استاذ کے حقوق

افاضات از: امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مرتبہ اقبال احمد اختر القادری

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ○ پاکستان لاہور

امام احمد رضا

اور
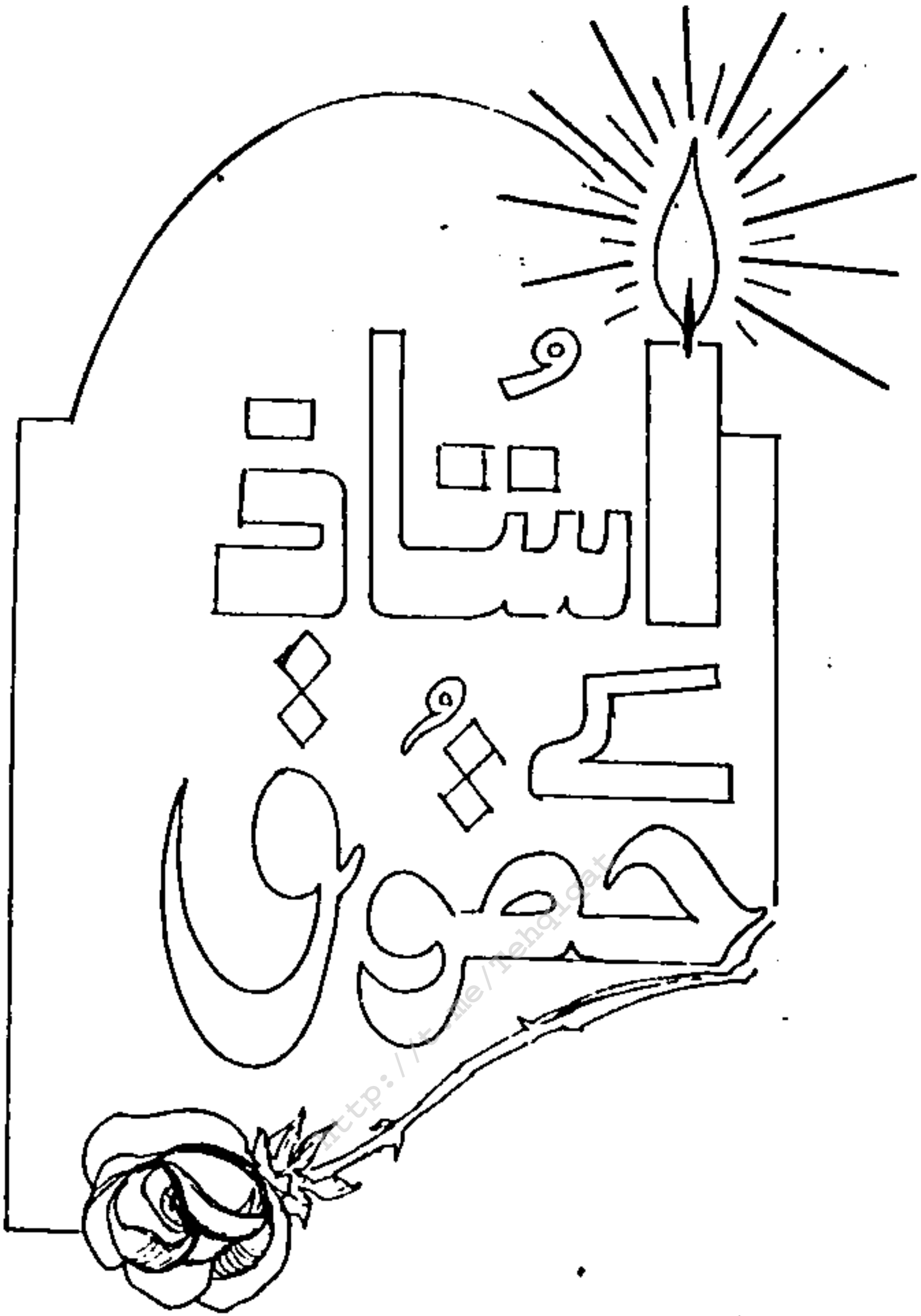
علماء ڈیرہ غازی خان

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری